حصہ (دوم)

Q. No. 2 a. (i) سوال نمبر 2 (الف) (i)

ترجمہ: اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسے لوگ ایمان لے آئے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بیوقوف ایمان لائے؟ سن لو یہی بیوقوف ہیں مگر یہ جانتے نہیں۔

Q. No. 2 a. (ii) سوال نمبر 2 (الف)(ii)

اور تم اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم ہی انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک انہیں قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

Q. No. 2 b. (i) ---------- (i) سوال نمبر 2 (ب)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا ایک اہم اصول بیان فرمایا ہے کہ خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتانا چاہیے اور نہ ہی اذیت دینی چاہیے۔ اذیت ذہنی بھی ہو سکتی ہے، زبانی بھی ہو سکتی ہے اور بدنی بھی۔ جو اس اصول پر عمل کریں، اللہ کے پاس اُن کے لیے بڑا اجر ہے اور قیامت کے دن خوف و غم سے آزاد ہوں گے۔

حصہ (دوم)

Q. No. 2 b.(ii) سوال نمبر 2 (ب) (ii)

اس آیت میں مجاہدین کی صفات بیان ہوئی ہیں کہ یہ لوگ صرف تلوار چلانا نہیں جانتے بلکہ اپنے گناہوں پر اللہ کے حضور توبہ بھی کرتے ہیں، عبادت گزار ہیں، اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، اللہ کے راہ میں سفر کرتے ہیں، رکوع و سجود کی کثرت کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے ہیں اور یہ لوگ اللہ کے احکام کی حفاظت کرتے ہیں۔ انکے لیے جنت کی خوشخبری ہے

Q. No. 2 c.(i) **سوال نمبر 2 (ج) (i)**

سورۃ النساء کی آیت 93 کے مطابق قتل عمد کی سزا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے۔ ایسے شخص پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

Q. No. 2 c. (ii) سوال نمبر 2 (ج) (ii)

واثلة بن الاسقع (رضی اللہ عنہ) قال: ما العصبیۃ، قال النبی (صلی اللہ علیہ وسلم): أن

تعین قومک علی الظلم - آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ عصبیت کیا ہے؟ تو

فرمایا کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنا۔

Q. No. 2 c. (iii) سوال نمبر 2 (ج) (iii)

مدینہ میں ابتدائی تعمیراتی کام: ۱) سب سے اوّل مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعمیر ہے۔

۲) مسجد کے ساتھ آپ علیہ السلام کے لیے حجرے تعمیر کیے گئے۔

Q. No. 2 c. (iv) سوال نمبر 2 (ج) (iv)

میثاقِ مدینہ کی شرائط:۔

۱) سیاسی، قانونی اور عدالتی لحاظ سے آپ علیہ السلام کے پاس آخری اختیار ہوگا۔

۲) انصار و یہود میں سے کوئی قریش کو پناہ نہیں دے گا۔

Q. No. 2 c. (v) سوال نمبر 2 (ج) (v)

روزی کمانے کے حلال ذرائع :-

۱) تجارت : یہ ایک پسندیدہ پیشہ ہے -

۲) زراعت: ایک نفع بخش ذریعہ معاش ہے -

Q. No. 2 d. سوال نمبر2(د)

ترجمہ حدیث:-

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔"

تشریح حدیث مبارکہ:-

اس حدیث میں تکبر کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ تکبر ایک قلبی بیماری ہے۔ اس کی ابتدا شیطان نے کی تھی جب اُسے آدم (علیہ السلام) کو سجدے کا حکم دیا گیا۔

فرمانِ باری تعالیٰ:-

"أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ"

ترجمہ: اُس نے انکار کیا و تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

ایک حدیث میں اللہ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ تکبر میری چادر ہے جو اس کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا، میں اُسے جہنم میں پھینک دوں گا۔

عملی زندگی سے تعلق:-

ہمیں اپنی زندگی میں تکبر جیسی مہلک بیماری سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تکبر دینی نعمت پر بھی ہو سکتا ہے اور دنیوی نعمت پر بھی۔ اگر کوئی شخص زیادہ نوافل پڑھتا ہے، کثرت سے روزے رکھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے تو یہ دین پر تکبر کا شکار ہے۔ اور کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ مال و دولت عطا کیا ہے۔ وہ اچھے کپڑے پہنتا ہے، اچھی گاڑی استعمال کرتا ہے اور اچھے اور مہنگے گھر میں رہائش پذیر ہے اور اس بنیاد پر لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو ایسا شخص دنیوی نعمت پر تکبر کر رہا ہے جس سے اسے بچنے کی ضرورت ہے۔

Q. No. 2 e. سوال نمبر2(ہ)

مرکب توصیفی :-

تعریف: وہ مرکب ناقص جو موصوف اور صفت سے مل کر بنا ہو، "مرکب توصیفی" کہلاتا ہے۔

مثالیں:- رَجُلٌ عَالِمٌ ، اَلْکِتَابُ الثَّمِیْنُ ، زَیْدُ الْعَاقِلُ ۔

عربی زبان میں موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے۔ جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔

صفت تذکیر و تانیث، تعریف و تنکیر، افراد تثنیہ جمع اور رفع نصب جر میں اپنے موصوف کے مطابق ہوتی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ

جہاد کی تعریف :-

جہاد عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب ہے "کسی کام کے لیے کوشش کرنا"۔ اصطلاح میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اور دشمنان دین سے مقابلے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور جان و مال کی قربانی دینے کا نام "جہاد" ہے۔

جہاد کا مفہوم و مختلف صورتیں :-

اللہ کے دین سے روکنے کے لیے جو کوششیں بھی کی جائیں، اُن کا مقابلہ کرنا جہاد کہلاتا ہے۔ دشمنانِ دین کے مقابلے میں جہاد کرنا، شیطانی خیالات کا مقابلہ کرنا اور نفس کی غلط خواہشات کا مقابلہ کرنا جہاد کی مختلف صورتیں ہیں۔

فضیلت جہاد از روئے قرآن و حدیث :-

قرآن و حدیث میں جہاد کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ جہاد اگرچہ ارکان اسلام میں شامل نہیں لیکن ان سب کی روح ہے۔ اسلام کی عمارت کی چھت جہاد ہے۔ جو شخص جہاد کے دوران اپنی جان قربان کردے، خدا اُسے مردہ کہنا گوارا نہیں کرتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں لیکن تم اُن کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔"

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) :-

"جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا، نہ کبھی اُس کے دل میں جہاد کا شوق پیدا ہوا، اور اسی حالت میں وہ مر گیا تو نفاق کی موت مرا"۔

اقسام جہاد :-

جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ ۱) جہاد بالنفس
۲) جہاد بالمال۔

جہاد بالنفس :-

اس صورت میں ایک مجاہد اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کی خاطر دشمن کے سامنے صف آرا ہو جاتا ہے۔ یہ وہ موقع ہے جب سرحدوں پر ایک رات گزارنا ہزاروں نمازوں سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

جہاد بالمال :-

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کی مدد کے لیے اپنا مال خرچ کرنا بہت فضیلت والا عمل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ایسے مواقع پر جو عمل کر کے دکھلایا وہ واقعی قابل تقلید ہے۔

جہاد کے جواز کے حالات :-

درج ذیل صورتوں میں قتال فی سبیل اللہ فرض ہو جاتا ہے:
۱) دشمن اسلامی ملک پر حملہ آور ہو۔
۲) دشمن اپنے ملک میں مسلمانوں پر بے جا ظلم ڈھا رہا ہو۔
۳) دشمن شکستِ عہد کا مرتکب ہو۔
۴) کسی خطرناک دشمن کی طرف سے حملے کا خطرہ ہو۔
۵) دشمن مسلمانوں کا قتل عام کرے۔

اخلاق نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حُسن اخلاق کا عملی مجسمہ تھے - آپ علیہ السلام اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے - مسلمانوں نے ہی نہیں بلکہ غیر مسلموں نے بھی اس بات تسلیم کیا کہ آپ کا ہمسر بہترین اخلاق میں کوئی نہیں -

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وانک لعلیٰ خلق عظیم ○

ترجمہ: "بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں -"

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) بھی آپ علیہ السلام کے حسن خلق عینی شاہد تھے -

فرمان صدیقہ (رضی اللہ عنہا) :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بعض صحابہ نے آپ علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ؟ :

"کان خلقہ القرآن" ترجمہ: ان کے اخلاق سارا قرآن ہے -

یعنی قرآن نے جو کچھ بتایا نبی علیہ السلام نے وہ سب کچھ عمل کرکے دکھایا - گویا نبی علیہ السلام کی زندگی عملی قرآن تھی -

آپ علیہ السلام کی زندگی کے چند پہلو درج ذیل ہیں -

بچوں کے ساتھ سلوک :-

آپ علیہ السلام کا بچوں کے ساتھ برتاؤ انتہائی مشفقانہ تھا - جب بھی موسم کا پہلا پھل آتا تو آپ علیہ السلام مجلس میں بیٹھے ہوئے سب سے کم عمر بچے کو سب سے پہلے دیتے - گلی میں چلتے ہوئے بچے مل جاتے تو انہیں پیار کرتے

ہوئے گود میں اٹھا لیتے۔

دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک :-

انسانی تاریخ کا سب سے کمیاب پہلو دشمنوں کے ساتھ بہترین سلوک ہے۔ بڑے بڑے فاتحین دنیا میں گزرے لیکن انہوں نے ظلم وستم کی داستان رقم کردی، لیکن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اٹھا کر دیکھیے، فتح مکہ کا موقع اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کا بہترین موقع تھا۔ تیرہ سالہ مکی زندگی میں کیا ظلم تھا جو آپ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر نہیں کیا گیا۔ آپ کے صحابہ کو تپتے ہوئے ریت پر گھسیٹا جاتا، آپ (علیہ السلام) کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، آپ پر جملے کسے جاتے، آپ کو قتل کرنے کی سازش تک کی گئی اور آپ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ مدنی زندگی میں آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا، مختلف قسم کی سازشیں کیں، آپ کو ختم کرنے کے لیے کئی جنگیں کیں۔ فتح مکہ کے دن آپ کے سارے دشمن آپ کے سامنے سرنگوں تھے، آج آپ بہت عبرتناک بدلہ لے سکتے تھے، لیکن آپ علیہ السلام کے اخلاق پر قربان جائیے کہ ایک لمحہ میں سب کے لیے عام معافی کا اعلان کردیا۔ یہ وہ اخلاق تھے جن کو دیکھ کر لوگ جوق در جوق اسلام لانے لگے۔

اہل خانہ کے ساتھ سلوک :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر والوں سے سلوک مثالی تھا۔ آپ علیہ السلام اپنی ازواج کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے، اپنے کپڑوں میں پیوند خود لگا لیتے، اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے۔ اپنے کپڑے خود دھو لیا کرتے۔ گھر والوں کے ساتھ مزاح بھی کرتے۔ ان چیزوں میں کوئی عار محسوس نہ فرماتے۔

عفت و حیا اسلام کی نظر میں :-

تعریف :-

اگر انسان اپنی ضروریات اور فطری جذبات کو عقل و وحی کے تحت رکھ کر زندگی گزارے اور حیوانیت پر روحانیت کو غالب کر دے تو ایسا شخص عفت والا کہلاتا ہے۔ اگر انسان خوفِ خدا کے جذبے کے تحت ناشائستہ حرکتوں سے بچے تو یہ حیادار کہلاتا ہے۔

عفت و حیا کی اہمیت :-

دینِ اسلام حیادار زندگی گزارنے پر بہت زور دیتا ہے۔ دینِ اسلام ایک حیادار معاشرے کی تشکیل کا تقاضا کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے حیا کو اسلام کا اخلاق قرار دیا۔

"فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)"

"ہر دین کے کچھ اخلاق ہوتے ہیں، اسلام کا اخلاق حیا ہے۔"

جب آپ دیکھیں کہ نازیبا حرکت ہوتے ہوئے کسی کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے، وہ شرم محسوس کرتا ہے تو یہ سمجھ لیں کہ اُس شخص کا ضمیر زندہ ہے، اس کے اندر حیا موجود ہے۔ ایسے شخص میں ایمان کی موجودگی کی گواہی خود سرورِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی۔ فرمایا:

"حیا اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں، جب ان میں سے ایک اُٹھ جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھ جاتا ہے۔"

عفت و حیا کی فضیلت :-

آپ علیہ السلام نے عفت و حیا کی بہت فضیلت ارشاد فرمائی اور فحش گوئی کی مذمت فرمائی۔ ایک حدیث شریف

کا مفہوم ہے کہ "حیا جنت میں لے جاتی ہے جبکہ فحش کلامی دوزخ میں پہنچا دیتی ہے"۔ حیادار کا ضمیر زندہ ہوتا ہے، اُسے دوسروں کی تکلیف کا اثر ہوتا ہے۔ جبکہ بے حیا انسان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔

حیا کے مراتب :-

حکماء نے حیا کے تین مراتب لکھے ہیں:

۱) اللہ کے اوامر پر عمل، نواہی سے اجتناب کرنا، نیکی کے کام کثرت سے کرنا۔

۲) اپنی ذات سے دوسروں کو تکلیف دینے سے اجتناب کرنا۔

۳) تنہائی میں خود سے حیا کرنا، اللہ کا استحضار کرتے ہوئے ہر وقت گناہوں سے بچنا۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) حیا کے پیکر :-

آپ علیہ السلام حیا کا پیکر تھے۔ ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) بیان فرماتے ہیں کہ "نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پردہ نشین حیادار لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے"۔

آپ علیہ السلام کے سامنے کوئی نازیبا حرکت ہوتی تو چہرے کے آثار سے اس کی ناپسندیدگی ظاہر ہو جاتی۔

آپ علیہ السلام حیا کے پیکر تھے۔ کبھی بچپن میں بھی کسی نے آپ کو ننگا نہیں دیکھا۔

آپ علیہ السلام نے ہمیشہ حیا اپنانے کی تعلیم دی۔ آپ کی تعلیمات کا نچوڑ عفت و حیا اور تقویٰ ہے۔

آپ علیہ السلام کی حیا پر کوئی شخص بھی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔